امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز
کے صدسالہ عرس مبارک پر خصوصی اشاعت

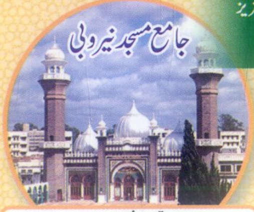

قطبِ افریقہ
حضرت مولانا پیر سیّد عبداللہ شاہ غزنوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ
کی ایک یادگار

قطبِ افریقہ

مولانا پیر سیّد عبداللہ شاہ غزنوی اور تعاقبِ قادیانیت

زیر سرپرستی

حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری مدظلہ العالی
(استاذ الحدیث وناظم تعلیمات دارالعلوم نعیمیہ کراچی)

تصنیف

پیر سیّد صابر حسین شاہ بخاری قادری

سعادتِ نشرو اشاعت

بزم چشتیہ صابریہ کراچی

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز

کے صد سالہ عرس مبارک پر خصوصی اشاعت

قطبِ افریقہ
مولانا پیر سیّد عبد اللہ شاہ غزنوی
اور تعاقبِ قادیانیت

زیر سرپرستی

حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری مدظلہ العالی

(ناظم تعلیمات واستاذ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی)

تصنیف

پیر سیّد صابر حسین شاہ بخاری قادری

مدیر اعلیٰ ماہنامہ الحقیقہ شکر گڑھ، نارووال

سعادت ونشرواشاعت

بزم چشتیہ صابریہ، کراچی

نام کتاب

قطب افریقہ مولانا پیر سید عبداللہ شاہ غزنوی اور تعاقب قادیانیت

تصنیف

پیر سیّد صابر حسین شاہ بخاری قادری (گولڈ میڈلسٹ)

ترتیب وتدوین

ظفر محمود قریشی (واہ کینٹ)

تزئین وآرائش

الناصر پبلی کیشنز و مکتبہ نعیمیہ، کراچی

ناشر و تقسیم کار

بزم چشتیہ صابریہ، کراچی

اشاعت اول

صفر المظفر ۱۴۴۰ھ

اشاعت ثانی

ذی الحج ۱۴۴۰ھ

ملنے کے پتے

بزم چشتیہ صابریہ، دارالعلوم نعیمیہ، بلاک 15، دستگیر سوسائٹی، فیڈرل بی ایریا کراچی
021-36324236 , 0300-3532440

مکتبہ نعیمیہ، نزد دارالعلوم نعیمیہ، بلاک 15 فیڈرل بی ایریا کراچی
0300-2080345, 0313-2716622, 0345-2766313

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	انتساب	05
2	الاھداء	05
3	قطعۂ سالِ اشاعت	06
4	سخن جمیل (علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری مدظلہ العالی)	07
5	تقدیم	10
6	آفتاب آمد دلیل آمد	13
7	ہجرت	13
8	تعلیم وتربیت	13
9	ثابت قدمی	14
10	جذبۂ حب الوطنی	15
11	سیر وسیاحت	15
12	مشرقی افریقہ کا سفر اور قیام	15
13	قادیانیت کے تعاقب میں	16
14	حکیم نورالدین بھیروی سے مکالمہ	17
15	ڈاکٹر رحمت علی مرزائی سے فیصلہ کن مباہلہ	17
16	الفضل کے ایڈیٹر کا انجام	20

17	جامع مسجد نیروبی کی بنیاد	20
18	نیروبی میں مرزائیوں سے مباحثہ اور مباہلہ	20
19	تبلیغ اسلام کے اثرات	21
20	جامع مسجد نیروبی کی خطابت	22
21	انجمن حمایت اسلام مشرقی افریقہ	22
22	ڈاکٹر عبداللہ نامی مرزائی کا راہِ فرار	23
23	فلاحی کام اور مساجد کی تعمیر	24
24	معمولاتِ زندگی	24
25	حج بیت اللہ اور بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری	25
26	آخری عمر میں آخری خواہش	25
27	دلی خواہش کا اعادہ	26
28	سفر آخرت	27
29	عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے	27
30	جنت البقیع کی جانب رواں دواں	28
31	پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا	28
32	حضرت سفیرِ اسلام کا یادگار اور سوگوار مقالہ	29
33	قطعہ رحلت	37
34	حواشی وحوالے	40

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انتساب

بنامِ نامی

غوث الثقلین، قطب الکونین، مجمع البحرین، نجیب الطرفین، مبلغ اسلام،

شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت ابو محمد محی الدین المکین الامین

حضرت سیّدنا الشیخ عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی قدس سرہ النورانی

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اُونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

الاهداء

جمیل العلماء حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری دامت برکاتہم العالیہ

(استاذ الحدیث وناظم تعلیمات دار العلوم نعیمیہ کراچی)

کے نام

صاحبانِ قلم وقرطاس سے جن کی محبت دیدنی ہے

بہار گلزارِ علم و حکمت جمیل احمد جمیل ملت
جمال کردار وحسنِ سیرت جمیل احمد جمیل ملت

احقر العباد سیّد صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

قطعۂ سالِ اشاعت

"مرحبا مخزنِ کمالات"

۱۴۴۰ھ

حضرتِ صابر بخاری افتخارِ اذکیا
ذاتِ حق سے ایک عمدہ ذوق ہے ان کو عطا

ہے مرے پیشِ نظر ان کا مقالہ اک وقیع
ہے یہ مظہر سید عبد اللہ کی خدمات کا

کی اُنھوں نے قادیانی فتنہ کی سرکوبی خوب
ملتِ اسلامیہ کے تھے وہ مخلص رہ نما

مستند احوال کا ہے یہ مُرقعِ لاجواب
بہتریں اُس فتنۂ شیطاں کا ردّ اس میں ہوا

فکر تھی سالِ اشاعت کی مجھے فیض الآمین
دی صدا ہاتف نے "تعویذِ مثالی مرحبا"

۲۰۱۸ء

صاحبزادہ فیض الآمین فاروقی سیالوی
مونیاں شریف گجرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

سخن جمیل

زمانہ قدیم سے یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ مختلف قومیں اپنے آباؤاجداد کی سوانح عمری یا ان کی باتیں تحریر میں لاتے رہے ہیں۔ الحمدللہ علیٰ احسانہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے علماء ومشائخ عظام اپنے اکابر اسلاف نہ صرف سوانح حیات بلکہ ان کے ملفوظات اور ارشادات بھی قلمبند کرتے رہے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ان مقبول بندوں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے امتیوں کے حالات واقعات بھی قرآن کریم کی مختلف آیات طیبہ اور احادیث مقدسہ میں بیان کیے گئے ہیں۔

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ۔

(سورۃ التوبہ)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو''۔

إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔

(سورۃ مریم)

ترجمہ: ''بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ان کے لئے رحمن محبت کر دے گا''۔

إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَأَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔

(سورۃ حم سجدہ)

ترجمہ: ''بے شک وہ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے اُن پر فرشتے

اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمھیں وعدہ دیا جاتا تھا"۔

عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ ثم یوضع له القبول فی الارض۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲۵)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر اس کے لیے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے"۔

(مراۃ المناجیح جلد ۶، مفتی احمد یار خان نعیمی)

وعن ابی موسیٰ رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ
مثل الذی یذکر ربه والذی لا یذکر مثل الحی والمیّت۔

(مشکوٰۃ شریف: صفحہ ۱۹۶)

ترجمہ: "روایت ہے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی مثال جو رب کا ذکر کرے اور نہ کرے زندہ اور مردہ کی سی ہے"۔

ذکر الحی الذی لا یموت تورث الحیاة الحقیقیة التی لا فناء لها۔

(باب ذکر اللہ۔ مرقاۃ المفاتیح ملا علی قاری علیہ الرحمہ صفحہ ۴، جلد ۳)

ترجمہ: "اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد کرنے والوں کو فنا نہیں بقا ہی بقا ہے"۔

مندرجہ بالا آیات مبارکہ وحدیث مقدسہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں کا ذکر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کے نزول کا ذریعہ ہوتا ہے اسی لیے علماء کرام ومشائخ عظام اولیاء کرام کی حیاتِ طیبہ اور ان کے ارشادات وملفوظات بیان کرتے ہیں، انہی مقبولانِ بارگاہِ الٰہی میں ایک شخصیت فاضل جلیل عالم نبیل عاشق محبوبِ رب العالمین رہبر شریعت پیر طریقت عالم باعمل صوفی باصفاء قطب افریقہ حضرت عبداللہ شاہ غزنوی علیہ الرحمہ بھی ہیں۔

اس سلسلے میں ہمارے مخدوم ومحترم فاضل جلیل عالم نبیل رئیس التحریر سیّد صابر حسین شاہ بخاری قادری دامت برکاتہم العالیہ نے ایک کتابچہ ترتیب دیا ہے جو عوام کی معلومات کے لیے پیش کرنے کا شرف حاصل کیا جا رہا ہے موصوف نے عرق ریزی اور دماغ سوزی کے ساتھ کام کر کے اس رسالے میں جان ڈال دی ہے۔

بالخصوص مبلغ اسلام سیاح عالم علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ خلیفہ اعلیٰ حضرت کا جو مضمون قطب افریقہ پر ہے۔ نیز علامہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ کی منقبت ایک عظیم شاہکار ہے۔

احقر علامہ موصوف کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے موصوف کو مزید کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگرچہ اس قبل موصوف کی مختلف موضوعات پر کتابیں و مقالے اور رسائل شائع ہو چکے ہیں۔

احقر اپنی تحریر کو اس شعر پر ختم کرتا ہے۔

نام نیکاں رفتگاں ضائع مکن
تا بمند نام نیکت برقرار

علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری غفرلہ
استاذ الحدیث و ناظم تعلیمات
دار العلوم نعیمیہ بلاک نمبر ۱۵ فیڈرل بی ایریا کراچی

تقدیم

سیّد صابر حسین شاہ بخاری قادری (گولڈمیڈلسٹ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ النبی الکریم

''ختم نبوت'' اور ''ناموسِ رسالت مآب'' صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو ایسے حساس موضوعات ہیں جن کی اہمیت اور افادیت اظہر من الشّمس ہے۔ اس پر قرآن کریم اور احادیث نبوی شاہد و ناطق ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی جانیں قربان کر دیں لیکن ختم نبوت اور ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی آنچ نہیں آنے دی۔ اسی طرح تابعین، تبع تابعین اور صلحاء اُمت نے بھی ہر دور میں علمی اور عملی طور پر اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔

۱۸۹۰ء میں قادیان (گورداس پور) میں جب مرزا قادیانی مسیلمۂ پنجاب بن کر سامنے آیا تو صلحاء اُمت نے ہر محاذ پر اس فتنۂ عظیمہ کا مقابلہ کیا۔ ان محافظین ختم نبوت کی ایک طویل فہرست ہے۔ ان میں مبلغ اسلام حضرت علامہ مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (م ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۴ء) کے رفیق خاص قطب افریقہ مولانا پیر سیّد عبداللہ شاہ غزنوی (م ۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۲ء) کا نام بھی نہایت روشن اور نمایاں تھا۔

راقم نے اگست ۲۰۰۶ء میں ماہ نامہ ''الحقیقہ'' پاکستان کے ''تحفظ ختم نبوت نمبر'' پر کام کا آغاز کیا۔ ۲۰۱۳ء میں اس کی پہلی جلد شائع ہو کر سامنے آئی۔ دوسری جلد پریس میں جا چکی ہے جبکہ تیسری جلد پر تیزی سے کام جاری ہے۔

اس نمبر کی ترتیب و تدوین میں محافظین ختم نبوت کے سوانح و کردار پر کام کے

دوران ''قطب افریقہ مولانا پیر سید عبداللہ شاہ غزنوی'' کا نام بھی سامنے آیا۔لیکن ان کے احوال نہیں مل رہے تھے، تلاش و جستجو جاری رکھی۔

رحمت حق بہانہ می جوید

ایک کتاب دوست کے ہاں ماہنامہ ''ضیاء'' لاہور کے چند شمارے دیکھے حسنِ اتفاق کہ ان شماروں میں مولانا محمد عبدالعزیز چشتی صابری القادری کے قلم سے ایک مفصل مقالہ بعنوان ''تذکرہ عاشق ربانی شیریزدانی قطب افریقہ زبدۃ العارفین حضرت مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب غزنوی ہزاروی افریقی ثم المدنی قدس سرہ العزیز'' پڑھا جو کئی قسطوں میں تھا۔

راقم کی ماہنامہ ''ضیاء'' لاہور کے ان تمام شماروں تک رسائی نہ ہوسکی، بہر کیف ان دستیاب شماروں میں جو چند اقساط ملیں ان سے ازسرِ نو ایک مختصر مگر جامع مقالہ قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، جس میں فتنۂ قادیانیت کے تعاقب میں قطب افریقہ مولانا پیر سیّد عبداللہ شاہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی گراں قدر خدمات اور آپ کے قابل رشک سفر آخرت کی روداد کو احاطۂ تحریر میں لایا گیا ہے اور حواشی و حوالوں کی نشان دہی بھی کردی ہے، تاکہ ریکارڈ درست رہے اور محققین کے لیے آسانی رہے۔

جمیل العلماء حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری دامت برکاتہم العالیہ (استاذ الحدیث و ناظم تعلیمات دار العلوم نعیمیہ کراچی) ایک درویش اور صوفی منش عالمِ دین ہیں، ذوقِ مطالعہ، کتاب شناسی اور کتاب دوستی میں اپنی مثال آپ ہیں۔۔آپ انجمن طلباء اسلام کے بانی ہیں۔۔آپ نے حج وعمرہ وزیارت اور تبلیغ دین کے لیے کئی ممالک کے اسفار کیے۔۔آپ نے ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں تحفظ ختم نبوت میں چلنے والی دونوں تحریکوں میں نہایت مجاہدانہ کردار ادا کیا۔۔اسی طرح ۱۹۷۷ء میں تحریک نظامِ مصطفیٰ میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔۔تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی ہمیشہ پیش پیش رہے۔

آپ نے دار العلوم نعیمیہ کراچی میں ''بزمِ چشتیہ صابریہ'' قائم کر رکھی ہے جس کے زیرِ اہتمام صالح لٹریچر شائع فرما کر عام کرنے میں مصروف ہیں۔پیشِ نظر مقالہ بھی آپ اپنی بزم کے تحت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صد سالہ عرس مبارک

(صفر المظفر ۱۴۴۰ھ) کے موقع پر شائع فرما کر عام کر رہے ہیں۔ جزاکم اللہ۔

حضرت کے تلمیذِ رشید مولانا محمد ناصر خان چشتی نعیمی زِید مجدہ (فاضل دار العلوم نعیمیہ کراچی) نے اس پر نہ صرف نظر ثانی فرمائی بلکہ اس کی طباعت کی نگرانی بھی فرمائی۔ صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی صاحب نے ''مرحبا مخزنِ کمالات'' (۱۴۴۰ھ) اور ''تعویذِ مثالی مرحبا'' (۲۰۱۸ء) سے اس مقالے کے تاریخی مادے نکالے اور قطعۂ اشاعت رقم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ان تمام معاونین، محبین اور قارئین کو شاد و آباد رکھے اور ان کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

گدائے کوئے مدینہ شریف

سیّد صابر حسین شاہ بخاری قادری

ادارہ فروغِ افکارِ رضا و ختم نبوت اکیڈمی

برہان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان

۱۴۴۰ھ/۲۰۱۸ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آفتاب آمد دلیل آفتاب:

عاشق ربانی شیر یزدانی قطب افریقہ حضرت مولانا پیر سید عبداللہ شاہ غزنوی نقشبندی قادری ہزاروی افریقی ثم المدنی ابن حضرت مولانا پیر سید محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت قریباً ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۹ء میں افغانستان کے شہر غزنی میں ہوئی۔ آپ کا خاندان علم وفضل، رشد وہدایت کے لحاظ سے سارے افغانستان میں مشہور تھا۔

ہجرت:

حق گوئی و بے باکی اس خاندان کا طرۂ امتیاز تھا۔ حکومت وقت کے سامنے کلمہ حق کہنے میں اس خاندان نے کبھی رعایت نہ کی۔ امراء، وزراء کی خوشامد ان کے نزدیک ایک عیب تصور کی جاتی تھی۔ چنانچہ حکومت کی نظر عتاب کا یہ خاندان شکار ہوا اور بالآخر یہاں سے ہجرت کرنے کو ترجیح دی۔ سادات کا یہ قافلہ منزل بہ منزل چلتا ہوا ہزارہ کے ایک گاؤں (ڈھینڈہ) پہنچا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔

تعلیم وتربیت:

آپ کی عمر پانچ یا چھ سال تھی کہ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا پیر سید محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ انتقال فرما گئے اور ڈھینڈہ میں ہی سپرد خاک کیے گئے۔ والد محترم کی طرح آپ کی والدہ محترمہ بھی ایک عبادت گزار اور عارفہ خاتون تھیں۔ والد محترم کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے بعد آپ کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری آپ کی والدہ محترمہ نے احسن انداز میں نبھائی۔ پانچ چھ سال کی عمر میں آپ نے قرآن پاک ختم کر لیا تھا اور ابتدائی دینی تعلیم بھی قرب وجوار میں مکمل کر لی۔ اسی اثنا میں آپ کی والدہ محترمہ بھی داغ مفارقت دے گئیں۔ بعد ازاں آپ کو علم کی تشنگی نے گھر چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ خاندان کے دیگر افراد نے بھی یہاں سے کوچ کیا اور امرتسر میں مقیم ہو گئے۔

چنانچہ آپ حصولِ تعلیم کے لیے وزیر آباد میں حافظ عبدالمنان کے ہاں کچھ عرصہ

ٹھہرنے کے بعد ضلع فیروز پور تشریف لے گئے۔ وہاں مولوی حافظ محمد (مؤلفِ تفسیر محمدی] سے صرف ونحو کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے یہاں منطق پڑھنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ آپ کی ملاقات قطب وقت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی، انہوں نے آپ کو یہاں منطق پڑھنے سے منع فرمادیا۔ حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم روحانی بزرگ تھے، ان سے آپ بہت متاثر ہوئے اور آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد گرامی کی بہت سی روحانی امانتیں حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے حاصل ہوئیں۔ آپ نے ان کی صحبت میں رہ کر بہت سی روحانی منازل طے کیں۔

ایک عرصہ تک حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہنے کے بعد آپ نے ان سے اجازت لے کر امرتسر کا رخ کیا۔ وہاں آپ نے مدرسہ غزنویہ میں اپنے خاندانی افراد مولانا عبدالجبار غزنوی، حافظ مولوی عبدالمنان وزیر آبادی، مولوی عبدالرحیم غزنوی اور مولانا احمد اللہ امرتسری سے درسی کتب تفاسیر اور احادیث کا علم پڑھا۔ یہاں غیر مقلدین کی دو مشہور شخصیات مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری بھی آپ کے ہم سبق تھے۔

اس کے بعد آپ لاہور آ کر دار العلوم انجمن نعمانیہ میں مولوی غلام محمد اور مولوی عبدالجلیل پشاوری کے درس میں شریک ہوئے اور یہاں فقہ کی تکمیل کی۔ حکیم مفتی سلیم اللہ لاہوری اور حکیم محمد علی سے طب کی تعلیم بھی حاصل کی۔ آخر میں پھر دہلی کا رخ کیا اور ۱۳۱۲ھ میں مولوی نذیر حسین دہلوی سے تکمیل دینیات کی اور سند حاصل کی۔ دہلی ہی میں حکیم قاسم علی اور حکیم امام الدین خان سے علم طب کی تکمیل فرمائی۔ (۱)

ثابت قدمی:

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ امرتسر میں آپ کے خاندان کے کئی افراد نے مسلک اہل حدیث (وہابی) اختیار کر لیا تھا اور آپ کے اکثر اساتذہ بھی غیر مقلد تھے، لیکن اس کے باوجود آپ کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہ آئی اور آپ ہمیشہ اہل سنت و جماعت کے عقائد و نظریات پر نہایت سختی سے کاربند رہے اور اپنے اجداد کے صحیح ترجمان

ثابت ہوئے۔

جذبہ حب الوطنی:

تعلیم سے فراغت کے بعد حب الوطنی کا جوش اُٹھا تو آپ دہلی سے روانہ ہو کر اپنے وطن مالوف ڈھینڈہ (ہزارہ) پہنچے۔ والدین تو پہلے ہی سفر آخرت فرما چکے تھے۔ ایک ہمشیرہ تھی وہ بھی آپ کی عدم موجودگی میں اللہ کو پیاری ہوگئی۔ آپ کی طبیعت بہت آزردہ ہوئی، مسجد میں گئے نوافل پڑھے، احباب سے ملاقات فرمائی، قبرستان کا رخ کیا، والدین کی قبور پر فاتحہ پڑھی اور والد ماجد کے مزار اقدس کے ساتھ لیٹ کر سو گئے۔ ایک بزرگ نے آ کر آپ کو جگا دیا تو آپ نے نہایت افسوس کے ساتھ فرمایا کہ:

"قبلہ مجھے تھوڑی دیر تو اور سو لینے دیتے کیونکہ حضرت والد رحمۃ اللہ علیہ سے ابھی ملاقات کا سلسلہ شروع ہی ہوا تھا اور آپ نے جگا دیا"۔

چنانچہ آپ اٹھے اور گاؤں میں واپس آئے۔ خاندان کے دیگر افراد اور احباب اکٹھے ہو چکے تھے۔ تمام نے گرم جوشی سے آپ کا استقبال کیا اور یہاں مستقل ٹھہرنے کا اصرار کیا لیکن آپ نے صرف دو دن ٹھہرنے کے بعد روانگی کا ارادہ کر لیا۔ (۲)

سیر و سیاحت:

واپسی پر آپ نے یو پی، سی پی، کی سیاحت فرماتے ہوئے بے شمار اولیاء اللہ سے استفادہ کیا۔ یاغستان کے آزاد علاقہ میں بھی آپ پہنچے اور کچھ عرصہ مجاہدین کے ساتھ رہے۔

مشرقی افریقہ کا سفر اور قیام:

اس کے بعد کراچی پہنچے۔ ان دنوں مشرقی افریقہ کی نو آبادکاری شروع تھی۔ بہت سے لوگ ریلوے کی بھرتی میں مشرقی افریقہ جا رہے تھے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے رشد و ہدایت کا علاقہ مشرقی افریقہ مختص فرما دیا تھا۔ آپ نے مشرقی افریقہ کے لیے تیاری کر لی۔ ان دنوں پاسپورٹ وغیرہ کی کوئی خاص پابندی نہ تھی۔ آپ نے ٹکٹ حاصل کیا اور جہاز میں سوار ہو کر مشرقی افریقہ کو روانہ ہو گئے۔

آپ بندرگاہ کراچی سے سوار ہو کر ۱۱ر اکتوبر ۱۸۹۸ء کو بندرگاہ پر اترے۔ شہر میں قیام فرمایا اور ملکی حالات کا جائزہ لیا۔ چونکہ ان دنوں مشرقی افریقہ کی نو آبادکاری شروع تھی اور ممباسہ سے اندورن ملک کو جانے والی ریلوے لائن کی تعمیر شروع ہونے والی تھی۔
آپ نے وہاں چند احباب جو مانوس ہو چکے تھے، ان سے مشورہ کے بعد ٹھیکیداری کا کاروبار کرنے کا فیصلہ کیا اور ریلوے لائن کے ٹھیکہ کے لیے درخواست دے دی۔ حکام نے ضمانت طلب کی مگر آپ اس ملک میں بالکل نو وارد تھے اور اتنا سرمایہ بھی نہ تھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مولیٰ کریم اپنے فضل و کرم سے کوئی سبیل پیدا فرما اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سن لی۔ سیٹھ حاجی ابراہیم اور حاجی آدم ممباسہ میں وسیع پیمانہ پر کاروبار کرتے تھے۔ ان کو آپ کی اس ضرورت کا علم ہوا تو وہ خود حکام کے پاس گئے اور حضرت شاہ صاحب کی طرف سے ٹھیکہ کی ضمانت ادا کر دی۔ ضمانت کی ادائیگی کے بعد آپ نے بہ شراکت ملا غلام محمد ٹھیکیداری شروع کر دی اور کاروبار میں مصروف ہو گئے۔ (۳)

قادیانیت کے تعاقب میں:

حکیم نورالدین بھیروی (جو بعد میں مرزا قادیانی کا پہلا جانشین قرار پایا) شروع میں حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا احترام کرنے والوں میں شامل تھا۔ جن دنوں مرزا قادیانی کے یکے بعد دیگرے مجدد، مہدی و مسیح ہونے کے دعوے سامنے آئے۔ ان دنوں حکیم نورالدین بھیروی سے ملاقات کے دوران آپ نے مرزا قادیانی سے بھی ملاقات کی اور زمانہ حاضرہ پر تبادلہ خیالات ہوا۔ آپ نے مرزا قادیانی سے اس کے دعاویٰ پر تفصیل سے گفتگو فرمائی۔ آپ کے دلائل کے جواب میں مرزا قادیانی نے صرف اتنا کہا کہ:

[میں کب کہتا ہوں مسیح ابن مریم نہیں آئیں گے۔ میرا دعویٰ تو صرف مثیل مسیح کا ہے]۔

اس کے بعد مرزا قادیانی نے جب مستقل مسیح ہونے کا اعلان کیا تو حضرت مولانا پیر سید عبداللہ شاہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم نورالدین بھیروی سے کئی بار ملاقات کی اور

مرزا کے دعاوی پر سیر حاصل بحث فرمائی۔

حکیم نور الدین بھیروی سے مکالمہ:

آپ نے ایک دن حکیم نور الدین بھیروی کے سامنے صحیح بخاری کی یہ حدیث پیش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ [[والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم ۔۔۔ الخ۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے البتہ بے شک قریب ہے کہ اترے گا تم میں بیٹا مریم کا]]۔

آپ نے فرمایا کہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم اٹھا کر بیان فرمایا ہے کہ آنے والا مسیح ابن مریم ہوگا اور مرزا ابن مریم نہیں ہے۔ اگر اس میں تاویل کی جائے تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قسم اٹھانا بے کار ہوگا۔ اس پر حکیم نور الدین بھیروی نے کہا کہ ابھی اس مدعی کو مان لو، جب اس حدیث کے مطابق خونی مسیح آئے گا تو پھر اسے مان لیں گے۔ (سبحان اللہ کیا عجیب استدلال ہے)

ڈاکٹر رحمت علی مرزائی سے فیصلہ کن مباہلہ:

دسمبر ۱۸۹۹ء میں ممباسہ میں حق و باطل کا ایک زبردست معرکہ ہوا جس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ وہاں ڈاکٹر رحمت علی نامی مرزائی جماعت کا ایک سرگرم رکن تھا، چونکہ ریلوے کے تمام ملازمین کا واسطہ ڈاکٹر سے ہر وقت پڑتا رہتا تھا۔ وہ اپنی کاروباری ڈیوٹی کے ساتھ مرزائیت کی تبلیغ میں منہمک رہتا تھا۔ عوام کی حالت یہ تھی کہ نہ اس کی حرکات برداشت کر سکتے تھے، نہ ہی اس کے خلاف آواز اٹھا سکتے تھے۔ یہ تمام خبریں حضرت پیر سید عبداللہ شاہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ تک بھی پہنچیں۔ آپ حالات کا جائزہ لیتے رہے۔ جب آپ نے دیکھا کہ پانی سر سے گزرنے والا ہے، مسلمانوں کے ایمان کو ہر جائز و ناجائز طریقہ سے متزلزل کیا جا رہا ہے۔ آپ نے اس کے تدارک کے لیے کمر ہمت باندھ لی۔ ڈاکٹر رحمت علی مرزائی مختلف مواقع پر تقریریں کر کے قادیانیت کا پرچار کرتا رہتا تھا۔ اس نے ایک دن ایک جلسہ عام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر تقریر کی، وہی منتخب دلائل جو مرزائی

جماعت ہمیشہ دیتی رہتی ہے پیش کر کے حاضرین کو چیلنج کیا کہ یا تو وفات مسیح کو تسلیم کیا جائے ورنہ اگر کسی میں ہمت ہے تو سامنے آ کر تردید کرے۔

اسے یہ حوصلہ تھا کہ جب سے آیا ہوں کسی اہل علم سے واسطہ نہیں پڑا۔ سامنے آنے والا کون ہے۔ کچھ نہ کچھ مسلمان مرزائیت کے قریب لے ہی آؤں گا، مگر اسے کیا پتا تھا کہ اب ممباسہ کی کیفیت بدل چکی ہے۔ پروردگار عالم نے ایک جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے مامور کر دیا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا پیر سید عبداللہ شاہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اس مجلس وعظ میں موجود تھے۔ جب اس نے دوسری دفعہ پکارا کہ کوئی ہے ہمت والا جو سامنے آ کر حیات مسیح کا ثبوت پیش کر سکے تو آپ فوراً کھڑے ہو گئے۔ تمام حاضرین جلسہ کی نگاہیں آپ کی جانب مرکوز ہو گئیں۔ آپ نے اس کی تقریر پر چند اعتراضات پیش کیے۔ کچھ دیر تو وہ جواب دیتا رہا مگر جب آپ نے عقلی ونقلی دلائل سے اس کا ناطقہ بند کیا تو اس کے پاؤں اُکھڑ گئے، تلملا اُٹھا اور کہنے لگا کہ سوال وجواب تو کبھی ختم ہو ہی نہیں سکتے۔ آؤ مباہلہ کریں اور اس معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کر دیں، تا کہ حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے۔ آپ نے اس چیلنج کو بھی قبول فرما کر فرمایا کہ میں یہاں اکیلا ہوں۔ میرا کوئی عزیز و اقارب یہاں نہیں ہے، تم بچوں سمیت یہاں موجود ہو، وہ اس پر راضی ہو گیا۔ چونکہ تقریر اس کے مکان کے سامنے ہی ہو رہی تھی۔ اس لیے اس نے اپنے بچوں کو بلا کر کھڑا کر دیا اور مباہلہ کے طریقہ کار کے مطابق ڈاکٹر رحمت علی نے پھر ایک تقریر کر کے مرزا قادیانی کو بحیثیت مسیح موعود پیش کرنے کے بعد دعا کی:

[[الٰہی تو اس پر دنیا میں عتاب نازل کر، اس پر عذاب اتار، اسے ذلیل وخوار کر کے دنیا سے نیست ونابود کر کے دنیا پر حق کو آشکارا کر دے]]۔

اس کے بعد قبلہ مولانا پیر سید عبداللہ شاہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ دعا کے لیے اُٹھائے اور فرمایا کہ سب آمین کہو اور یوں دعا شروع فرمائی:

[[الٰہی تیرے حبیب اکرم احمد مصطفیٰ محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ تم میں عیسیٰ بیٹا مریم کا ہو گا اور اس کی یہ یہ صفات ہوں گی۔ پروردگار!

مرزا نہ تو مریم کے بیٹے ہیں، نہ ہی وہ صفات ان میں پائی جاتی ہیں جو تیرے محبوب سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق فرمائی ہیں۔ اس لیے ہم مرزا قادیانی کو اُس کے تمام دعاویٰ میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ الٰہی اگر ہم سچے ہیں تو کچھ ڈاکٹر رحمت علی نے مانگا ہے وہ سب کچھ اس پر نازل کر کے دنیا پر حق و باطل کو روشن کر دے]]۔

تمام حاضرین نے آمین کہی اور اس طرح یہ مجلس مباہلہ کے ساتھ ختم ہو گئی۔ حاضرین جلسہ مختلف قیاس آرائیاں کرتے ہوئے خدائی فیصلہ پر اُمیدیں لگائے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

خدا کی قدرت مباہلہ سے دو دن بعد ڈاکٹر رحمت علی کے گھر لڑکا پیدا ہوا اور مرزائیوں نے مرزا قادیانی کی صداقت کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیا اور لڑکے کے نام کے لیے قادیان مرزا کو تار دیا گیا مگر کرنا خدا کا کہ پہلے تو لڑکے کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ بند ہی نہ ہوں اور ساتھ ہی تمام بدن پر سیاہ داغ نمودار ہو گئے اور دوسرے دن تار کا جواب آنے سے پیشتر وہ لڑکا مر گیا۔

اب شہر میں ہر کس و ناکس کی زبان پر تھا کہ مباہلہ کا اثر نمودار ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اسی مہینے ڈاکٹر رحمت علی کی بڑی لڑکی اور داماد ہندوستان روانہ ہوئے۔ اس کا داماد تو جہاز ہی میں اس دنیا سے سدھار گیا اور لڑکی بیوہ ہو کر جو انڈیا پہنچی تو ڈیڑھ ماہ بعد وہ بھی موت کا شکار ہو گئی۔ جوں جوں حالات سامنے آ رہے تھے، صداقت اسلام کے چرچے زوروں پر تھے۔ اس کے بعد ڈاکٹر کا تبادلہ جنگل میں ہو گیا۔ ایک مہینہ وہاں گئے ہوئے نہ ہوا تھا کہ جنگلیوں کے ہاتھوں ڈاکٹر رحمت علی مع اہل و عیال کے ختم کر دیئے گئے۔

مباہلہ سے تین مہینے کے اندر اندر ڈاکٹر رحمت علی مع اپنے جملہ خاندان کے جو مباہلہ میں موجود تھے اپنی دعا کے مطابق اس دنیا سے نیست و نابود ہو کر ہمیشہ کے لیے حق و باطل کا فیصلہ کر گئے۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

الفضل کے ایڈیٹر کا انجام:

مرزائیت کا ترجمان اخبار [[الفضل]] کا پہلا ایڈیٹر محمد افضل بھی ان دنوں ممباسہ میں ٹھیکیداری کرتا تھا۔ حضرت قطب افریقہ پیر سید عبداللہ شاہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی کمپنی کے ساتھ بھی اس کا لین دین چلتا رہا۔ ۱۹۰۲ء میں وہ آپ کی کمپنی کا کچھ روپیہ دبا کر بیٹھ گیا۔ آپ کے شریک کار ملا غلام محمد نے ۲۰ جنوری ۱۹۰۲ء کو اس کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا۔ اس کے خلاف عدالت نے اٹھارہ سو روپے کی ڈگری دے دی۔ جس پر محمد افضل برقعہ پہن کر جہاز میں سوار ہو کر ہندوستان بھاگ گیا۔ تین سال بعد جب وہ گھر گیا تو گھر کا نقشہ بھی دیدنی تھا۔

اس دوران لائن نیروبی تک جا پہنچی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ٹھیکہ بھی ختم ہو چکا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ممباسہ سے نیروبی تشریف لے آئے۔ یہاں آ کر کاروباری سلسلہ میں مشغول گئے۔

جامع مسجد نیروبی کی بنیاد:

نیروبی کی ابتدائی آبادکاری کا پررونق حصہ ریلوے لانڈیاں تھا۔ یہاں آپ نے ریلوے سے زمین حاصل کر کے ایک جامع مسجد کا سنگ بنیاد رکھا پھر آپ کو ایک ٹھیکہ بھی مل گیا۔

نیروبی میں مرزائیوں سے مباحثہ اور مباہلہ:

ممباسہ کا مباہلہ مرزائیوں کو بری طرح کھٹک رہا تھا اور ان کی ہر لمحہ یہ کوشش رہی کہ کسی نہ کسی طرح حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو ہزیمت دکھائی جائے۔ مختلف مواقع پر چوٹیں ہوتی رہیں۔ بالآخر ۱۹۰۵ء میں ایک مناظرہ کا تعین ہوا۔ آپ کے مدمقابل نیروبی سے نبی بخش، غلام قادر اور نور احمد نامی مرزائی تھے۔ موضوع مناظرہ حضرت مسیح کا [[رفع الی السماء]] تھا۔ مرزائیوں کی طرف سے آیت پاک [[رَافِعُكَ اِلَیّ]] کا ترجمہ رفع روح اور عزت کی موت پیش کیا گیا۔

آپ نے فرمایا! یہاں پر [[رَافِعُكَ الی]] سے رفع روح مراد لینا بے علمی پر دال ہے کیونکہ یہاں پر رفع کا صلہ [[الیؔ]] مذکور ہے جس کا معنی ہے کہ کسی کو کسی کے نزدیک کر دینا جیسا کہ حضرت زینب کا لڑکا فوت ہوا تو مذکور ہے کہ [[فرفع الی رسول اللہ ﷺ انصبی]] یعنی وہ لڑکا (نواسہ رسول) آپ کے پاس اُٹھا کر لایا گیا۔ یہاں پر رفع روح یا موت عزت کس طرح لیا جائے گا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موت کے بعد اُٹھا کر لایا گیا تھا۔

چنانچہ آپ نے ایک سو سے زائد احادیث صرف بخاری شریف سے ان کے سامنے پیش کیں۔ جن میں [[رَفَعَ]] کا صلہ [[اِلیؔ]] تھا اور ہر ایک کے معنی یہی لیے گئے تھے کہ مذکورہ اشیاء مجسم طور پر اٹھا کر دوسرے کے قریب کی گئی۔

آپ کے دلائل کے سامنے یہ مرزائی بھی عاجز آ گئے اور مباہلہ پر اتر آئے۔ کہنے لگے آؤ مل کر دعا کریں کہ جو ہم میں جھوٹا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ذلیل وخوار کرے۔ آپ نے ان کے اس چیلنج کو بھی قبول فرمالیا اور دعا شروع کر دی:

[[یا الہ العالمین! تو علیم وخبیر ہے۔ ہمارے درمیان جو متنازعہ فیہ مسئلہ ہے، اس میں ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے، اسے روز روشن میں ذلیل وخوار کر کے دنیا پر حق وباطل کو واضح فرمادے۔]]

مجلس ختم ہوئی اور اس کے بعد تینوں مرزائی دو مہینوں کے اندر نوکریوں سے برخاست کر دیئے گئے اور پھر باوجود تمام مرزائیوں کی ان تھک کوششوں کے ان کے کاروبار کا کوئی سلسلہ نہ بن سکا اور خراب وخستہ ہو کر نیروبی سے نو دو گیارہ ہو گئے۔

ان دو معرکوں کے بعد حکیم نورالدین بھیروی نے افریقہ کے مرزائیوں کو قطب افریقہ حضرت سید عبداللہ شاہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق تنبیہ کر دی کہ [[یہ ایک مقدس خاندان کا فرد ہے، آئندہ اس کے ساتھ اس قسم کے مقابلے مت کیا کرو]]۔ (۴)

تبلیغ اسلام کے اثرات:

قطب افریقہ رحمۃ اللہ علیہ نے شمالی افریقہ میں قادیانیت کا خوب تعاقب فرمایا،

اور ہر جگہ انھیں آپ سے شکست فاش ہوئی۔ آپ نے تبلیغ اسلام کا سلسلہ نہایت سرگرمی سے جاری رکھا۔ جس کے نتیجے میں آپ کے دست حق پرست پر ہزارہا کی تعداد میں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ایک یورپی خاتون جس کا تعلق شاہی خاندان کے گھریلو سٹاف سے تھا، اس نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آپ نے اس کا نام محترمہ سکینہ رکھا۔ جسے کافی شہرت ملی۔

غالباً ۱۹۰۷ء میں آپ نے یوگنڈا کا رخ کیا اور وہاں تبلیغ وارشاد کا سلسلہ شروع فرمایا۔ وہاں بھی لوگ جوق در جوق آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یوگنڈا کے وسیع علاقہ میں آپ کے افریقین شاگردوں نے بھی تبلیغ اسلام کے ذریعہ کو احسن انداز میں نبھایا۔

حضرت قطب افریقہ رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف ایک شیخ طریقت اور عالم دین بلکہ ایک ماہر طبیب بھی تھے۔ گورنمنٹ یوگنڈا نے آپ کو لوگوں کا علاج کرنے کا باقاعدہ اجازت نامہ جاری کیا ہوا تھا۔ آپ نہ صرف لوگوں کا جسمانی علاج کرتے بلکہ ان کا روحانی علاج بھی کرتے تھے۔ جس کی بنا پر کئی لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے۔

جامع مسجد نیروبی کی خطابت:

سن ۱۹۳۲ء کے بعد آپ نے اپنا مستقل قیام نیروبی میں ہی فرما لیا تھا۔ آپ نے نیروبی میں ایک عالی شان جامع مسجد کی بنیاد رکھی اور پھر ساری عمر اس مسجد کے اعزازی خطیب کی حیثیت سے خطبہ ارشاد فرماتے رہے۔

انجمن حمایت اسلام مشرقی افریقہ:

مشرقی افریقہ میں مرزائیوں کی سرگرمیاں جب عروج پر پہنچیں اور انھوں نے نیروبی میں مرزائی جماعت کا قیام عمل میں لایا اور اپنے مخصوص عقائد کی نشرواشاعت شروع کی۔ لٹریچر اور تقاریر کے ذریعے مرزائیت کا پرچار عام کرنے لگے۔ سادہ لوح مسلمانوں کو گھروں میں جا کر تنگ کرنے لگے، تو ان نازک حالات میں مسلمانوں کی غیرت جاگی اور انھوں نے قادیانی ریلے کے آگے بند باندھنے شروع کر دیئے۔ انھوں نے علماء اہل سنت

کی قیادت میں مرزائیت کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ تقریری اور تحریری محاذوں پر مرزائیوں کا ناطقہ بند کرنے کی جدوجہد کی۔

ماسٹر نظام الدین کوہاٹی کی جانب سے ایک اشتہار نیروبی کے گلی کوچوں میں چسپاں کر دیا گیا۔ جس میں مرزا قادیانی کے دس جھوٹ گنوائے تھے۔ کینیا میں [[انجمن اسلامیہ]] کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اس انجمن کے زیر اہتمام مرزائیت کے ردّ میں لٹریچر شائع کر کے عام کیا گیا۔ مولانا محمد عبدالعزیز چشتی صابری علیہ الرحمہ کی قیادت میں [[انجمن ینگ احناف]] کا اجراء عمل میں لایا گیا۔ اس انجمن کے تحت بھی مرزائیت کا قلمی تعاقب کیا گیا۔

۱۹۳۲ء میں [[انجمن اسلامیہ]] اور [[انجمن ینگ احناف]] کو یکجا کر کے ایک نیا نام [[انجمن حمایت اسلام مشرقی افریقہ]] رکھا گیا۔ قطب افریقہ علیہ الرحمہ اس انجمن کے سرپرست و مربی مقرر ہوئے۔ آپ نے آخر وقت تک انجمن کی مربیانہ سرپرستی فرمائی اور تازیست انجمن کو مالی پریشانیوں سے بے نیاز رکھا۔ انجمن کا مرکزی دفتر نیروبی میں قائم ہوا اور اس کی شاخیں مختلف مقامات پر قائم ہوئیں اور مرزائیت کے خلاف سرگرم عمل ہوئیں۔ تقاریر ہوئیں اور لٹریچر بھی شائع کیا گیا۔

آپ نے جامع مسجد نیروبی کے خطیب ہونے کی حیثیت سے فتنہ مرزائیت کی حقیقت کو طشت ازبام کیا۔ آپ کی تقاریر کے دوران مرزائیوں کے بارے میں سوال و جواب کی نشست نے مرزائیت کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ مرزائی مشن حرکت میں آیا لیکن انجمن حمایت اسلام کے کارکنان کے جذبہ صادق کے سامنے زیادہ دیر نہ ٹھہر سکا اور بری طرح ناکام ہوا۔ (٦)

ڈاکٹر عبداللہ نامی مرزائی کا راہِ فرار:

ڈاکٹر عبداللہ نامی مرزائی کو کیا سوجھی کہ اس نے ایک مرتبہ پھر قطب افریقہ مولانا پیر سید عبداللہ شاہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو چیلنج کر دیا۔ آپ نے مع اپنی جماعت اس کا چیلنج قبول کر لیا اور فرمایا کہ مباہلہ کو تیار ہوں۔ دونوں جماعتیں (مسلمانوں اور مرزائیوں کی)

اپنے اپنے قبرستان پہنچ کر کھڑے ہو کر دعا کریں۔ (وہاں دونوں قبرستان ساتھ ساتھ ہیں) کہ جو جھوٹا ہو وہیں مر جائے۔ ان شاء اللہ جھوٹے کا انجام وہاں ہی دیکھ لیں گے مگر مرزائیوں کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہو سکی اور انھوں نے راہ فرار ہی میں اپنی عافیت سمجھی۔

انجمن حمایت اسلام شمالی افریقہ نے قطب افریقہ رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی اور قیادت میں مرزائیت کے خلاف ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیں۔ انجمن کے تحت تقریباً تیرہ اسکول افریقن وانڈین بچوں کے لیے جاری ہوئے۔ اپنا پریس قائم ہوا۔ ایک پندرہ روزہ [[مسلم]] کا اجراء ہوا جو بعد میں ہفتہ وار اور پھر ماہنامہ بنا۔ مشرقی افریقہ کے طول و عرض میں تبلیغی اجتماعات ہوئے۔ (۷)

فلاحی کام اور مساجد کی تعمیر:

قطب افریقہ رحمۃ اللہ علیہ نے مشرقی افریقہ میں تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ مسلمان بچوں اور بچیوں کی تعلیم و تربیت پر بھی خاص توجہ فرمائی۔ مسلم گرلز سکول نیروبی مسلمان نوجوانوں کے لیے سر علی مسلم کلب، نکورو میں عالیشان مسجد، کوکنی مسلم لائبریری، مسجد پارک روڈ، مسجد پنگانی اور دیگر مساجد کے سنگ بنیاد بھی آپ ہی کے دست مبارک سے رکھے گئے تھے۔ (۸)

معمولات زندگی:

قطب افریقہ حضرت مولانا پیر سید عبداللہ شاہ غزنوی نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی جہد مسلسل سے پر تھی۔ آپ نے تبلیغ اسلام میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ رات کو صرف دو گھنٹے آرام فرماتے اور باقی ساری رات عبادت میں گزار دیتے۔ نماز تہجد اور صبح کی نماز کے درمیان کلام پاک کی تلاوت آپ کا ہمیشہ معمول تھا۔

آپ علیہ الرحمہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سخت پابند تھے۔ اگر کسی کو بھی خلاف سنت کام کرتے دیکھتے تو فوراً ٹوک دیتے تھے۔ آپ کی طبیعت میں جمال سے زیادہ جلال تھا۔ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا ذکر فرماتے ہوئے اشک بار ہو جاتے تھے۔ آپ نعت خوانی

نہایت محبت سے سماعت فرماتے تھے۔

سومالی اور عربی بچے جب عربی قصائد پڑھتے تو آپ پر وجد طاری ہو جاتا تھا اور آپ اُن کو انعام سے نوازتے تھے۔ آپ بیعت بہت کم کیا کرتے تھے۔ آپ مہمان نواز تھے۔ دستر خوان وسیع تھا، جو بھی آتا کھانے کے بغیر جانے نہ دیتے تھے۔ کبھی کوئی سائل آپ کے در سے خالی نہ (۹)

حج بیت اللہ اور بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری:

تعلیم سے فراغت کے بعد جلد ہی آپ نے پہلا حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سعادت حاصل کی۔ نومبر ۱۹۴۱ء میں بھی حج بیت اللہ اور زیارت بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کی سعادت حاصل کی۔ اس بار روانگی سے قبل آپ نے دو ایکڑ رقبہ کا ایک قطعہ اراضی بطور عطیہ انجمن حمایت اسلام مشرقی افریقہ کے کارکنان کے حوالے فرما دیا۔ ۱۹۵۱ء میں آخری حج اور زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے۔(۱۰) ایک روایت کے مطابق آپ نے ۲۶ حج ادا کیے تھے۔(۱۱)

آخری عمر میں آخری خواہش:

آخری عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ پر شان جمال کا غلبہ ہوا اور حالت استغراق طاری رہنے لگی۔ آپ اکثر استغراق میں آنکھیں بند فرماتے تھے اور یہاں تک گمان ہونے لگا تھا کہ شاید آپ پر مجذوبیت طاری نہ ہو جائے، مگر باوجود اس کے پنجگانہ نماز کے بے حد پابند تھے۔ آپ اکثر یہی دعا فرمایا کرتے تھے۔ کہ:

خداوندا! میرا آخری ٹھکانہ مدینہ منورہ میں بنا۔

آپ نے اپنا درج ذیل وصیت نامہ بھی تحریر فرما دیا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[[الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ خاتم النبیین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد۔ میں مسمی سید عبداللہ شاہ ابن سید محمد شاہ صاحب بہ ہوش و

حواس وثبات عقل یہ تحریر کرتا ہوں کہ حیات مستعار نا قابل اعتبار ہے۔ ہر انسان کو چاہیے کہ ہر وقت سفر آخرت کے لیے تیار رہے۔ میں ارادہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ پورا فرمائے کہ جلد سے جلد مدینہ طیبہ حاضر ہوں اور بقیہ اوقات زندگی اپنے جد اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در اقدس پر گزار دوں۔ جن لوگوں پر میرا کچھ قرض ہے اگر وہ ادا کردیں تو میرے کچھ کام آئے گا اور جن لوگوں کا کچھ میرے ذمہ واجب ہو ان کو چاہیے کہ وہ میرے سفر سے پہلے مجھ پر ظاہر کردیں تا کہ ادا کردوں۔ اگر اس وقت ظاہر نہ کریں گے تو میرے بعد کوئی دعویٰ ان کا مقبول نہ ہوگا۔ اگر کسی نے میرا دل دکھایا ہے تو میں نے اسے للہ معاف کردیا اور اگر مجھ سے کسی کا دل دکھا ہو تو وہ مجھے معاف کردیں۔ اس وقت میری ملک میں تقریباً تین چار ہزار کتابیں ہیں اور ''اورینٹ پریس لمیٹڈ'' کے حصوں میں میری کچھ رقم ہے۔ جب تک میں زندہ ہوں اس وقت سے میری عدم موجودگی میں محمد عبدالعزیز چشتی اور چودھری ولی محمد صاحب ان کی نگرانی فرمائیں اور میرے بعد کتب خانہ باقاعدہ صورت میں ترتیب دے کر جامع مسجد نیروبی کے لیے وقف ہے، تاکہ مسلمان اس سے مستفید ہوتے رہیں۔ پریس کے حصوں کی رقم بھی میرے بعد جامع مسجد نیروبی کے لیے وقف ہے۔ جو سامان وقت سفر میرے ساتھ ہو وہ میرے بعد فقراء اور مستحقین پر صدقہ کردیا جائے۔

واللہ علی ما اقول شھیدا۔

عبداللہ شاہ

گواہ شد: مہدی خان   گواہ شد: ابراہیم اللہ دتا (۱۲)

دلی خواہش کا اعادہ:

مسلسل علالت اور کمزوری کے پیش نظر آپ کے عقیدت منداور خدام آپ کے پاس حاضر رہتے تھے۔ مشرقی افریقہ کے مسلمان اپنے محبوب رہنما کی زیارت کے لیے آتے اور اشکبار واپس جاتے۔ آپ کی آنکھوں سے بھی آنسوؤں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ عجیب سماں تھا بالآخر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا:

[[اچھا دوستو! آپ مجبور کر رہے ہیں اور شاید اللہ تعالیٰ کی مرضی بھی یہی ہے لیکن ایک وعدہ کریں کہ جب میری زندگی کا وقت پورا ہو جائے تو مجھے مدینہ منورہ پہنچا دیا جائے۔ چاہے جس صورت سے ہو۔ (۱۳)

سفر آخرت:

۱۲ اپریل ۱۹۵۲ء بعد نماز عشاء آپ کی طبیعت میں گھبراہٹ بڑھ گئی۔ آدھی رات کے قریب کثرت سے پسینہ آیا۔ اس حال میں آپ نے فرمایا:

[[میں اپنے مقام پر جانا چاہتا ہوں، عرض کیا گیا یہ آپ ہی کا مقام ہے۔ فرمایا نہیں۔ یہ میرا مقام نہیں۔ کوئی ہے جو مجھے اس وقت دیار حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا دے۔ عرض کیا گیا حضور! صبح ہونے پر سب انتظام ہو سکتے ہیں۔ فرمایا! صبح کو کون جانتا ہے؟؟؟]]۔

بعد ازاں آپ کلمہ شہادت کے ذکر میں مشغول ہو گئے اور ساری رات اس ذکر میں مشغول رہے۔ صبح چھ بجے مولانا محمد عبدالعزیز چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور اس وقت طبیعت کا کیا حال ہے؟۔ فرمایا! اب دعا کا وقت ہے اور پھر ذکر میں مشغول ہو گئے۔ بالآخر ۱۷ رجب المرجب ۱۳۷۱ھ/ ۱۳، اپریل ۱۹۵۲ء بروز اتوار بارہ بج کر دس منٹ پر آپ داعی اجل کو لبیک کہہ کر اس دار فانی سے رخصت ہو کر واصل بحق ہو گئے۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے:

مشرقی افریقہ کے عظیم مجاہد اور مسلمانانِ افریقہ کے محبوب رہنما کے وصال کی خبر جب ریڈیو کی خبروں میں نشر کی گئی تو گلی کوچوں میں آپ کی مفارقت سے آہ و بقا بلند ہوئیں۔ مسلمان مرد جوان اور عورتیں جامع مسجد نیروبی کی جانب روانہ ہونے لگے اور پھر کیا تھا جامع مسجد نیروبی میں مخلوق کا ایک انبوہ کثیر جمع ہو گیا۔ کچھ لوگ یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ حضرت ظاہری طور پر تو ہم سے رخصت ہو گئے اب آپ کے جسد اطہر کو مسلمانان افریقہ سے دور نہ کیا جائے اور یہاں ہی دفن کر دیا جائے، لیکن جن لوگوں نے آپ کے جسد اطہر کو مدینہ منورہ پہنچانے کا وعدہ کیا تھا انہوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ حضرت قطب افریقہ

رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کے مطابق آپ کے جسد اطہر کو مدینہ منورہ پہنچایا جائے۔ لہٰذا شیخ محمد بشیر فضل الٰہی صاحب کی معرفت ہوائی جہاز کے انتظامات کر لیے گئے۔ مبلغ اسلام حضرت مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۴ء، والد گرامی علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ) ان دنوں ممباسہ میں تھے۔ ان کو بذریعہ تار اطلاع دی گئی۔ آپ نے فوراً نیروبی کا رخ کیا۔ بعد نماز مغرب آپ جامع مسجد نیروبی میں رونق افروز ہوئے۔ بعد از تعزیت و فاتحہ حاضرین کو صبر و تحمل کی تلقین فرمائی۔ ۱۴ اپریل دوشنبہ صبح دس بجے ہزاروں مسلمانوں نے جامع مسجد نیروبی میں مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی۔ بعد ازاں آپ حضرت کی وصیت کے مطابق جنازہ لے کر نیروبی سے مدینہ طیبہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ (۱۴)

جنت البقیع کی جانب رواں دواں:

۱۵/اپریل سہ شنبہ صبح آٹھ بجے ہوائی اڈہ نیروبی سے جہاز نے پرواز کی۔ دو گھنٹے بعد کسوفوں پہنچا۔ وہاں ایک جم غفیر منتظر تھا۔ یہاں دوسری بار نماز جنازہ ادا کی گئی۔ دو گھنٹے بعد جنازہ سروٹی پہنچا وہاں بھی جم غفیر استقبال کو موجود تھا۔ یہاں تیسری مرتبہ نماز جنازہ ادا ہوئی۔ ۱۷ اپریل ۱۹۵۲ء ساڑھے تین بجے جہاز جنازہ لے کر جدہ پہنچا۔ جلالۃ الملک نے فوراً مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے تمام متعلقہ حکام کے نام احکام صادر فرمائے کہ جنازہ کو پورے احترام کے ساتھ اسی طیارہ میں مدینہ طیبہ پہنچایا جائے اور جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ جنازہ نہایت ادب واحترام کے ساتھ خاص محراب نبوی میں رکھا گیا۔ مبلغ اسلام علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر اس دفعہ نماز جنازہ کی امامت مولانا عبدالغفور ہزاروی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔ نماز جنازہ میں ایک غیر معمولی جم غفیر نے شرکت کی۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا:

بعد نماز جنازہ پیغمبر آخر الزماں حامی بے کساں حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

مواجہہ اقدس میں لایا گیا اور باب جبریل سے گزار کر جنت البقیع پہنچایا گیا۔ بالآخر خلیفہ سوم حضرت سیدنا عثمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرہانے کی جانب تقریباً پچاس قدم کے فاصلے پر پگڈنڈی کی جنوبی سمت میں امانت کو سپرد لحد کیا گیا۔(۱۵)

ع پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

حضرت سفیر اسلام کا یادگار اور سوگوار مقالہ

فاتح قادیانیت مجاہدِ افریقہ، عظیم عاشقِ رسول مولانا پیر سید عبداللہ شاہ غزنی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ نیروبی سے مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جنت البقیع تک کیسے پہنچا، کن کن مراحل سے گزرا، کیا کیا رقت انگیز اور ایمان افروز مناظر پیش آئے، ان تمام کیفیات اور لمحات کو آپ کے رفیقِ خاص سفیرِ اسلام علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ایک یادگار مقالہ کی صورت میں صفحۂ قرطاس پر لائے ہیں۔

آپ نے حضرت مجاہد افریقہ رحمۃ اللہ علیہ کے سفر آخرت کے مناظر کو کچھ اس انداز میں پیش فرمایا ہے کہ اسے پڑھنے والا اپنے آپ کو نیروبی تا جنت البقیع جنازے کے ساتھ ساتھ شریک تصور کرنے لگتا ہے۔ یہ نادر و نایاب اور یادگار مقالہ قارئین کی ضیافت طبع کے لیے حاضر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

یکشنبہ ۱۳ اپریل ۱۹۵۲ بعد نمازِ مغرب میری نظر اپنے محبوب داعی الی اللہ حضرت الحاج السید عبداللہ شاہ کے منور جبین پر ہے جو اس دنیائے دوں کی تکالیف سے رستگاری پا کر رفیقِ اعلیٰ سے ملاقات فرما کر اس کے وصال کی لذت سے بہرہ اندوز ہو کر ایک پیکرِ نور بنا ہوا ہے۔ سینکڑوں کا مجمع ہے، میں نظارۂ جمال وقرأت فاتحہ میں مشغول ہوں اور کانوں میں یہ آوازیں آ رہی ہیں کہ حضرت کی تمنا تھی ہم نے وعدہ کر لیا تھا کہ جنازہ مبارکہ کو مدینہ طیبہ لے

جائیں گے اور وہیں دفن کریں گے۔

میں سنتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ ان لوگوں نے جنازہ کا وہاں لے جانا شاید ایسا ہی آسان سمجھا ہوا ہے جیسے نیروبی کے قبرستان تک پہنچانا۔ حالانکہ باعتبارِ اسبابِ ظاہر اگر اسے ناممکن نہیں کہا جاسکتا تو انتہائی دشوار ضرور ہے۔ تیرہ سو برس کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں۔ میں نے یہ بھی سنا کہ ہوائی جہاز کا انتظام کرلیا گیا ہے یقیناً ہوائی جہاز کے ذریعہ نقلِ جنازہ سرعت ممکن مگر بغیر اجازت سابقہ حکومت سعودیہ کسی اجنبی طیارہ کا مطارِ جدہ پر اترنا قانون حکومتِ سعودیہ کے خلاف۔۔۔

۲) کسی نعش کا بیرونِ ملک سے حجاز لے جانا نہایت مکمل طبی شہادتوں کے بغیر قانون کے خلاف۔۔

۳) جب تک نعش کے پیٹ کو صاف کر کے دواؤں کے ذریعہ حفاظتِ نعش کی پوری تدبیر نہ کی جائے، اس کا محفوظ رہنا اور منزل تک پہنچنا مشکل۔۔۔

۴) ان تمام کاموں کی تکمیل کے لیے کسی سمجھدار بااثر آدمی کی رفاقت لازم۔۔۔

میرا دماغ ان افکار میں مبتلا، میں مرحوم کی پرانی کرسی پر بیٹھا سوچ رہا تھا، لوگ اسی مسئلہ کے متعلق باتیں کر رہے تھے کہ شیخ فضل الٰہی کی زبان سے نکلا "میں ساتھ جاسکتا ہوں اور مولانا صاحب اگر قبول فرمائیں تو باقی دو آدمی اور سوچ لیجیے جن کے پاسپورٹ تیار ہوں"۔

یہ سنتے ہی میں چونکا اور یک لخت قلب سے آواز آئی

دریں دریائے بے پایاں دریں طوفانِ موج افزا
سر افگندیم بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا

میں نے کہا بہتر ہے میں تیار ہوں، اگرچہ میری حالت یہ ہے کہ سفر کے تکان سے چور ہوں اور تین دن سے پیچش میں بھی مبتلا ہوں۔ بہر صورت:

(۱) ڈاکٹری شہادت حاصل کیجیے۔

(۲) صندوق میں نعش مبارک کی حفاظت کا معقول انتظام کیجیے۔

(۳) جلد سے جلد پہنچ سکنے والے طیارہ کی فکر فرمائیے۔

(۴) مطارِ جدہ پر طیارہ اترنے کی اجازت منگائیے۔
(۵) رفقاء کے پاسپورٹ درست کرائیے اور مجھے ایک گھنٹہ کی مہلت دیجئے کہ اس باب میں فکر اور استخارۂ مسنونہ کرسکوں۔

مسجد جامع نیروبی میں ہجوم کثیر تھا۔ مجمع کو صبر واستقامت کی تلقین کی اور حاجی علم دین صاحب کے دولت خانہ اپنی قیام گاہ پر آیا اور بعد استخارۂ مسنونہ دو تار تیار کیے، ایک صاحب العالی عبداللہ بن سلیمان وزیر مالیہ کے نام اور دوسرا ان کے مستشار صاحب اسمادہ شیخ محمد سرور کے نام جن کا مضمون یہ تھا:

مشرقی افریقہ کے سب سے بڑے مبلغ اسلام اور رہبرِ اعظم صاحب الفضیلۃ سید عبد اللہ شاہ صاحب کے جنازہ کو ساتھ لے جا کر جدہ آرہے ہیں تا کہ انھیں مدینہ طیبہ میں دفن کریں۔ اُمید ہے کہ شام سہ شنبہ ۱۵ اپریل جدہ پر جملہ تسہیلات کا انتظام فرمائیں۔

محمد عبدالعلیم الصدیقی

ضرورت تھی کہ طیارہ کے جدہ اترنے کی اجازت قبل از سفر مل جائے۔ بشیر بن فضل الٰہی نے بتایا کہ انھوں نے مدیر مطارِ جدہ کو تار کیا ہے، اُمید ہے کہ کل تک جواب آجائے۔ متوکلاً علی اللہ ریڈیو پر اعلان کی گیا کہ صبح نو بجے مسجد جامع نیروبی میں نمازِ جنازہ ہوگی اور اس کے بعد جنازہ کاندھوں پر مطارِ قدیم نیروبی پر لے جایا جائے گا۔

صبح دوشنبہ ۱۴ اپریل ۱۰ بجے ہزاروں مرد وزن پر مشتمل جم غفیرِ مسلمین نے جامع مسجد نیروبی میں نمازِ جنازہ ادا کی۔ میں نے نماز پڑھانے کے بعد مختصر تقریر میں صبر واستقامت کی تلقین کی اور مرحوم کی یادگار میں ترجمہ قرآن کریم بزبان سواحلی کی اشاعت پر توجہ دلائی۔ کوکنی بھائیوں میں کچھ اختلاف تھے، ان میں مصالحت کرائی۔ نعش مبارک صندوق میں رکھی گئی اور ہزاروں انسانوں کا مجمع جنازہ مبارکہ کو لے کر مطار (ہوائی اڈہ) نیروبی کی طرف روانہ ہوا۔ جہاز آج نہ مل سکا، بقیہ دن اور شب مطار پر موجود تلاوتِ قرآن کریم اور کلمہ خوانی میں مشغول رہے۔ ریڈیو پر اعلان کیا گیا کہ جنازہ صبح ۷ بجے نیروبی سے روانہ ہوگا۔

جنازہ جدہ اترنے کی اجازت اب تک نہ آئی۔ رفاقتِ تابوت کے لیے چار افراد پر مشتمل ایک ڈیپوٹیشن ترتیب دیا گیا۔ یہ فقیر، شیخ فضل الٰہی صاحب، سید عمر الحداد صاحب اور محمد بشیر بن الحاج مولاداد صاحب جن کے پاسپورٹ قوانینِ صحت وغیرہ کے اعتبار سے تھے محض متوکلاً علی اللہ تیار ہو گئے۔

صبح سہ شنبہ ۱۵ اپریل ۸ بجے مطار (ہوائی اڈہ نیروبی) سے جہاز نے پرواز کی۔ دو گھنٹے بعد کرموں پہنچا۔ ایک جم غفیر مطار پر منتظر تھا۔ نمازِ جنازہ دوسری بار ادا کی گئی اور راہی سروٹی ہوئے۔ دو گھنٹے بعد سروٹی پہنچے۔ وہاں بھی جمِ غفیر استقبال کو موجود تھا۔ نمازِ جنازہ تیسری بار ادا کی گئی۔ سیٹھ ہاشم مٹھا کے اصرار پر کھانا ان کے گھر جا کر کھایا۔ جدید مسجد میں نمازِ ظہر ادا کی اور روانہ ہو گئے۔ چار بجے کے قریب جبہ پہنچے، امیگریشن والوں نے کہا کہ سعودی حکومت میں داخلہ کی اجازتِ سابقہ لازم ہے۔ ہم نے کہا اس کے ہم ذمہ دار ہیں چنانچہ ضمانت نامہ لکھ کر دیا پھر بھی اُس نے خرطوم پر محول کیا اور ہمارے پاسپورٹ پر لکھ دیا کہ خرطوم میں تصدیق ہوگا۔ پتہ چلانے سے معلوم ہوا کہ یہاں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک معتقد عمر بن محمد عمر تاجر سوڈانی ہیں۔ ٹیلیفون پر اطلاع دی وہ آئے اور اپنے گھر لے گئے۔ رات وہیں گزری، یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ یہاں اب تک قطعی برہنہ مرد شہر میں آتے ہیں۔ مزدوری کرتے ہیں، زنانہ مکانوں میں جاتے ہیں اور آج تک کسی کو ہوش نہیں آیا کہ اُن کو متمدن بنائے یا اسلام پہنچائے۔ ایک بڑی شاندار مسجد عمر صاحب کے مکان کے قریب ہی ہے وہیں نمازِ مغرب ادا کی۔ بعد مغرب امام صاحب نے درس بھی دیا۔ مسیحی مشنری جنگلوں میں کام کر رہے ہیں مگر مسلمانوں کو تبلیغ کا ہوش نہیں۔ علی الصبح چہار شنبہ ۱۶ اپریل ۱۹۵۲ء بعد فجر راہی خرطوم ہوئے۔ راہ میں ملاکال تیل لے کر وقتِ عصر خرطوم پہنچے جہاں پر مدیر مطارِ جدہ کی اطلاع ملی کہ طیارہ بغیر اجازتِ خاص وزیر خارجہ جدہ نہیں اُتر سکتا، پوزیشن بہت نازک تھی مگر ہم نے خرطوم کے امیگریشن کو اطمینان دلایا کہ ہم ذمہ دار ہیں۔ ابھی وزیر خارجہ سعودی کو تار کرتے ہیں اور اجازت کا انتظار پورٹ سوڈان پر کریں گے۔ رات خرطوم میں گزری، محمد بن چراغ دین پنجابی مرحوم حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا معتقد تھا، پتہ

چلا کہ ان کی دوکان پر گئے۔ ان کے صاحبزادے محمد نے خاطر و مدارت کی۔ رات گزری، علی الصبح پنجشنبہ ۱۷ اپریل راہی پورٹ سوڈان ہوئے، راہ میں عتبرہ تیل لیا اور ساڑھے بارہ بجے پورٹ سوڈان پہنچے۔ الحمد للہ ابھی طیارہ ہی میں تھے کہ خبر ملی کہ جدہ میں جہاز اترنے کی اجازت مل گئی ہے۔ پورٹ سوڈان کے پندرہ بیس علماء اور اعیان منتظر تھے۔ نمازِ ظہر ادا کی اور بعد ظہر علماء سوڈان نے چوتھی بار نمازِ جنازہ ادا کی۔ تیل لیا اور راہی جدہ ہوئے۔ ساڑھے ۳ بجے جدہ پہنچے ماشاء اللہ استقبال کے لیے مستشار مالیہ شیخ محمد سرور کے پرائیویٹ سیکرٹری شیخ محمد عنانی موٹر لیے ہوئے طیارہ کے قریب ہی آ گئے۔ وزیر مالیہ و شیخ محمد سرور وغیرہ کا پیغام تعزیر پہنچایا اور بتایا کہ جلالۃ الملک کی طرف سے خصوصی احکام صادر ہوئے ہیں، آپ حضرات جنازہ کو لے کر اسی طیارہ سے مدینہ طیبہ شریف جا سکتے ہیں مگر ہمارے طیارہ کے پچھلے پہیہ میں پنکچر ہو گیا جس کی اصلاح میں کم از کم ۲ گھنٹے درکار تھے اور اس کے بعد روانگی ہوتی تو قبل غروب مدینہ طیبہ نہ پہنچ سکتے تھے۔ نظر براں رات کو وہی قیام ضروری ہوا، لوازمات امیگریشن کی تکمیل کے بعد ہوٹل پہنچے، وزیرِ مالیات کا تعزیت کا تار ملا، حکومت کی طرف سے میزبانی کا خاص اہتمام کیا گیا، نہ صرف ہم بلکہ ہمارے طیارہ کا کپتان بھی مہمان رہا، حسنِ اتفاق کہ وزیر مالیات شیخ عبداللہ بن سلیمان آج کل دار الخلافۃ دولتِ سعودیہ ریاض میں ہیں، میرا تار جو نیروبی سے دیا گیا انھیں ریاض میں ہی ملا، انہوں نے برعنایت مکرمت فوراً جلالۃ الملک کی خدمت میں پیش کیا، جلالۃ الملک نے فوراً مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے تمام متعلقہ حکام کے نام احکام صادر فرمائے کہ جنازہ کو پورے احترام کے ساتھ اسی طیارہ میں مدینہ طیبہ پہنچایا جائے اور جنت البقیع میں دفن کیا جائے، معلوم ہوا کہ ہم نے جتنے تار اِدھر اُدھر کیے وہ سب بیکار گئے تمام اُمور جلالۃ الملک کے امر پر موقوف تھے، وزیرِ مالیہ کے نام جو تار دیا گیا اُس نے کام کیا اور مولیٰ تعالیٰ کے فضل سے تمام مشکلات بلکہ بظاہر ناممکنات آسان ہو گئے۔ اسلام کی سیزدہ صد سالہ تاریخ میں یہ دوسرا جنازہ ہے جو خارجی ممالک سے مدینہ طیبہ لایا گیا۔

جمعہ ۱۸ اپریل ۱۹۵۲ء علی الصبح ۶ بج کر ۲۵ منٹ پر راہی مدینہ ہوئے، جدہ و

مدینہ طیبہ کی مسافت اوسط درجہ کے طیاروں پر صرف ایک گھنٹہ دس منٹ کی ہے۔ ہم بعض اوقات ۵۵ منٹ میں بھی پہنچے ہیں مگر ہمارے سست رفتار طیارہ کے لیے اندازہ یہ تھا کہ دو گھنٹے میں پہنچ جائے گا، لیکن تین گھنٹے گزرے اور ہم ابھی فضا میں ہی تھے، تشویش ہوئی آخر کپتان نے بتایا کہ وہ رستہ بھول گیا ہے، مدینہ نظر نہیں آتا، لطف یہ کہ طیارہ ۴ گھنٹے سے زیادہ مسافت کے لیے تیل ہی نہیں اُٹھا سکتا، اندیشہ یہ بھی دامن گیر کہ تمام پٹرول اسی سرگردانی میں ختم نہ ہو جائے، بظاہر اسباب کوئی صورت سمجھ میں نہ آتی تھی کہ کیا کرنا چاہیے، بدقسمتی سے طیارہ پر لاسلکی بھی نہیں کہ جدہ یا کسی دوسرے مطار (ہوائی اڈہ) پر اطلاع دے سکے۔ اسباب سے انقطاعِ تمام کے باوجود الحمدللہ قلب پورے طور پر مطمئن تھا کہ ہم ضرور مدینہ طیبہ پہنچیں گے۔ ساڑھے تین گھنٹے کے بعد کپتان نے کہا اُسے زمین پر ایک ریلوے لائن کی جھلک سی معلوم ہوتی ہے، معلوم ہوا کہ وہ سید ھا شام کے رستہ پر جا رہا ہے، ہدایت کی گئی کہ اسی ریلوے لائن ہی کے نشان پر چلے۔ الحمدللہ اس ہدایت پر عمل کیا اور تقریباً آدھا گھنٹہ بعد سید عمر الجدادصاحب نے اپنی تیز نگاہوں سے مدینہ طیبہ کے شہر مبارک اور چند منٹ بعد گنبد خضریٰ کی رویت کی بشارت دی، پونے گیارہ بجے جدہ پر پہنچے، حکومت کی طرف سے ہمارے استقبال کے مکمل انتظامات موجود تھے۔ جلالۃ الملک کا امر خاص امیرِ مدینہ (گورنر) کو پہنچ چکا تھا اور اسی اطلاع پر چند احباب خاص بھی مطار پر موجود تھے۔ ہمارے طیارہ کی تاخیر کے سبب دو طیارہ جدہ سے اور ایک طیارہ مدینہ طیبہ سے ہمارے طیارہ کی تلاش میں دو گھنٹے سے فضاء میں گھوم رہے تھے۔

تابوت کو اسعاف میں اتارا گیا۔ امیرِ مدینہ (گورنر) کا حکم تھا کہ تابوت کو کھول کر جنازہ کو سجا کر حرم میں لایا جائے۔ مسافت مطار و شہر مبارک کے لیے آدھے گھنٹے سے زائد درکار اور وقت جمعہ قریب، آخر حسبِ حکم امیر تابوت شر شورہ (جہاں اموات کی تجہیز و تکفین کا انتظام ہوتا ہے) پہنچایا گیا اور ہم حرم کی طرف چلے تا کہ امیرِ مدینہ کی صحیح رائے معلوم کریں ،وہ حرمِ نبوی میں آ چکے تھے، ادھر ہم نے باب السلام میں قدم رکھا ادھر اذانِ جمعہ شروع ہوئی۔

روضۃ من ریاض الجنۃ میں امیر سے ملاقات کی وہ دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے۔
اوّل تعزیت ادا کی اور پھر فرمایا کہ ان کے نزدیک تابوت کھول کر جنازہ تیار کر کے حرم میں لانا چاہیے، ہم نے حیدر حیدری معلم حجاج پنجاب سے درخواست کی کہ وہ جائیں اور حسبِ امرِ امیر تمام امور کی تکمیل کے بعد جلد جنازہ حرم میں لائیں۔ ہم نے آدابِ مسجد مبارک کے مطابق تحیۃ المسجد ادا کی پھر آستانہ اقدس پر سلام اور ادائے سنن خطبہ ونماز کے بعد ہم خود شرشرہ پہنچے، جنازہ تیار تھا، عطریات سے مزید معطر کیا اور حرم پاک میں جنازہ لائے۔ رجب کا مہینہ، مکہ معظّمہ واطرافِ مدینہ سے جوق در جوق لوگ آئے ہوئے ہیں کہ عیدِ معراج مبارک مدینہ منورہ میں منائیں۔ حرمِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں جس قدر ہجوم حجاج کے زمانہ میں ہوتا ہے، اسی طرح آج کل بھی ہے جنازہ نہایت ادب واحترام کے ساتھ خاص محراب نبوی میں رکھا گیا، میں نے حضرت مولانا عبدالغفور صاحب ہزاروی مہاجر مدنی سے کہا کہ وہ نماز پڑھائیں۔ موصوف کو بھی حضرت مبرور سے بہت عقیدت تھی اور حضرت مبرور بھی ان سے بہت محبت فرماتے تھے، ایک غیر معمولی جمِ غفیر نے جن کی تعداد اللہ ہی جانتا ہے نمازِ جنازہ ادا کی، یہ چھٹی بار نمازِ جنازہ ہوئی جس میں مجمع نیروبی کے مجمع سے کم نہ تھا، بعد نمازِ جنازہ سید عالم، رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مواجہہ اقدس میں لایا گیا اور بابِ جبریل سے گزار کر جنت البقیع پہنچایا گیا۔ جنازہ کے ساتھ ایک جمِ غفیر نے مشائعت کی، خلیفہ ثالث سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سرہانے کی جانب تقریباً پچاس قدم کے فاصلہ پر پگڈنڈی کی جنوبی سمت میں اس امانت کو سپردِ لحد کیا گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

حسبِ سنت میں نے سرہانے کی جانب رکوع اوّل سورۃ البقرہ اور مولانا عبدالغفور نے پائیں میں رکوعِ آخرِ بقرہ پڑھا۔ بعد فاتحہ میں نے تلقین مسنون ادا کی اور رخصت ہوئے۔
آخر وقت رخصت تک اعیان واکابر واصاغر مدینہ ہمارے پاس تعزیت کے لیے آتے رہے، دو روز مسلسل بعد مغرب مولانا ضیاء الدین صاحب قادری دامت برکاتہ کے دولت سرا پر قرآن خوانی ہوئی اور یکشنبہ ۲۰ اپریل ۱۹۵۲ کو بعد ظہر تقریباً چھ سات سو فقراء ومساکین و دراویش علماء وصالحین کو بہ نیت ایصالِ ثواب نہایت عمدہ لذیذ بریانی وفیرینی سے ضیافت کی

گئی اور خاص خاص افراد کو حسبِ عادت حضرت مبرور مختصری نذر پیش کی گئی۔

ہمارا خیال تھا کہ اس قدر طویل سفر کے بعد کم از کم چار دن تو ستالیں مگر کپتان طیارہ نے صبح یکشنبہ ہی پیغام پہنچایا کہ اُس کو معائنہ طیارہ کے لیے ضرور اُسہ شنبہ تک خرطوم پہنچنا لازم ہے۔ ہم کو بتایا گیا تھا کہ ہم ایک ہفتہ بآسانی قیام کر سکتے ہیں اور اس کے بعد بھی حسبِ ضرورت مزید اُجرت دے کر روک سکتے ہیں مگر اُس نے کہا کہ اُن کو ہدایت ہے کہ ایک ہفتہ میں واپس ہو جائیے۔ چہار شنبہ تک نیروبی پہنچنا اس کے لیے لازم ہے، عجب کشمکش کا عالم ہوا، بالآخر اُس کو راضی کیا کہ دوشنبہ کو روانہ ہو، جدہ میں معائنہ ہو سکے تو فبہا، ورنہ خرطوم کی راہ لیں۔

نظر براں صبح دوشنبہ ۲۱ اپریل بادل نخواستہ علی الصبح راہی جدہ ہوئے، مطارِ جدہ پر مدیر مطارِ جدہ سے ملاقات کی، بقول کیپٹن پیرسن جدہ میں صرف ایک دن کی مسافت کے لیے تفتیش وامتحان طیارہ ہو سکتا ہے لیکن وہ تفتیش جو سات دن بعد ہونی چاہیے صرف خرطوم ہی ہو سکتی ہے۔ علی کل حال قہر درویش بر جانِ درویش یہ طے پایا کہ سہ شنبہ ۲۲ اپریل علی الصبح روانہ ہو تا کہ لیلۃ المعراج کم از کم مکہ معظّمہ میں بااطمینان گزار سکیں۔ جدہ میں حکومت کی طرف سے ہوٹل میں انتظام تھا وہیں پہنچے۔ ضروریات سے فارغ ہوئے جو رقم نیروبی سے آنے والی تھی، اُس کی اطلاع بروز جمعہ صبح ملی تھی مگر وقتِ وصول نہ تھا۔ شیخ فضل الٰہی وغیرہ اس کے وصول کی فکر میں لگے۔ میری ملاقات کے لیے شیخ محمد سرور مستشار مالیہ ہوٹل تشریف لائے۔ دیگر اعیان سے ملاقات کا سلسلہ جاری رہا قبل عصر سب نے احرام باندھے اور بعد عصر حکومت کی خاص موٹر پر راہی مکہ معظّمہ ہوئے۔ مغرب کے پون گھنٹے بعد مکہ معظّمہ پہنچے، میرے کرم فرما سیٹھ حاجی جان محمد کھنڈوانی کا مکان عین باب الصفا پر ہے، اس لیے وہیں اُترے، طواف ونمازِ عشاء وسعی وکھانے سے فارغ ہو کر احرام کھولا اور لیلۃ المعراج میں اسی حطیم میں حاضر رہے، جس حطیم سے بعد شق الصدور حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براق پر سوار ہو کر مسجدِ اقصیٰ اور ہفت سماوات طے کرتے ہوئے عرش بریں تک گئے تھے۔ سبحان اللہ عجیب برکات کا مقام اور عجیب تجلیات کی جگہ، عجیب کیفیت رہی، مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے۔

صبح سہ شنبہ ۲۲ اپریل نمازِ فجر طواف وو داع کیا اور بعد شروق نفلیں پڑھ کر راہی جدہ ہوئے مگر شیخ فضل الٰہی نے ترکِ رفاقت فرمایا بلکہ ہمیں جدہ تک بھی پہنچانے نہ آئے۔

ساڑھے سات بجے جدہ پہنچے شیخ محمد عنانی سے ملاقات کی۔ پاسپورٹ وغیرہ کے انتظامات کیے اور ٹھیک سوا دس بجے راہی پورٹ سوڈان ہوئے۔ منازل ومراحل کو طے کرتے ہوئے خرطوم پہنچے اور پہلی رات خرطوم میں گزاری، صبح چہار شنبہ ۲۳ اپریل نمازِ فجر سے فارغ ہو کر دوسری ضروریات سے فارغ ہوئے اور وہاں سے روانہ ہو گئے اور شام کو کسوموں پہنچے اور دوسری رات کسوموں گزاری۔ بذریعہ ٹیلی فون نیروبی اطلاع کی کہ پنجشنبہ صبح نیروبی پہنچ رہے ہیں۔

صبح پنجشنبہ ۲۴ اپریل نمازِ فجر و دیگر ضروریات سے فراغت حاصل کی اور ۹ بجے جانب نیروبی روانہ ہوئے اور ۱۰ بج کر ۴۰ منٹ پر مطار (ہوائی اڈہ) نیروبی پہنچے، احباب منتظر تھے طیارے سے اترے۔ دعا کی گئی۔ سٹینڈرڈ کارپورٹر موجود تھا اُس نے رپورٹ لی اور وہاں سے جائے قیام کو روانہ ہوئے اور یہ تاریخی سفر اختتام پذیر ہوا۔

ھٰذا من فضل ربی و اٰخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین۔

(محمد عبدالعلیم صدیقی القادری) (۱۶)

❀❀❀

قطعہ تاریخ رحلت:

مبلغ اسلام علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے "سید خل جنات البقیع" (۱۳۷۱ھ) اور "حیف رخصت لے چکے الحاج عبداللہ شاہ" (۱۹۵۲ء) سے آپ کے وصال با کمال کے تاریخی مادے نکالے اور سولہ اشعار پر مشتمل ایک شاندار قطعۂ تاریخِ رحلت رقم فرمایا، جس میں آپ کی پوری زندگی کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے۔

یہ لاثانی اور لافانی قطعۂ تاریخ ملاحظہ فرمایئے:

کس کی رحلت کی خبر آئی ہے اے مرے الٰہ
آنکھ میں آنسو ہیں دل میں درد ہے اور لب پہ آہ

چھپ گیا شمسِ ہدایت بجھ گیا دیں کا چراغ
آج نیروبی کا مطلع ہو رہا ہے کیوں سیاہ

ہے صفِ ماتم بچھی گھر گھر میں کس کے غم میں آج
رو رہے ہیں مرد و زن اور حال ہے سب کا تباہ

آج سے چوّن برس پہلے ہزارہ سے چلے
خدمتِ دیں کے لیے لی شرقِ افریقہ کی راہ

ٹھیکہ داری اور مطب کو کر لیا وجۂ معاش
اور لوجہ اللہ دیتے دعوتِ حق بے پناہ

مسجد جامع بنائی شہرِ نیروبی میں خوب
اور کھولی انجمن پھیلائے جو دینِ الٰہ

آپ کی ہیبت سے چکنا چور ہو کر رہ گئے
دشمنِ دیں جو بھی آئے سامنے لے کر سپاہ

پیکرِ اخلاص تھا وہ مردِ غازی با یقین
دولتِ دنیا کی خواہش تھی نہ قصدِ عزّ و جاہ

کس سے پوچھیں جا کے اب دیں کے مسائل حسرتا
عالم و فاضل فقیہ بے بدل پر تھی نگاہ

اس مصیبت میں الٰہی سب کو دے صبرِ جمیل
اور ثابت رکھ قدم اس پر جو ہے سیدھی سی راہ

تھی یہ نیت جائیں طیبہ اور وہیں پر دفن ہوں
بعد مردن پہنچے سوئے سیّدِ عالم پناہ

تھے وہ مقبولِ خدا، محبوب محبوبِ خدا
اس لیے پہنچا جنازہ طیبہ میں باعزّ و جاہ

لے گیا طیارہ نیروبی سے نعش پاک کو
اور بقیع کی لحد میں پائی دنیا سے پناہ

ہے یہ پہلا واقعہ تاریخ میں اسلام کی
دفن طیبہ میں ہوا آکر نعش عبداللہ شاہ

تیرہویں اپریل یکشنبہ کے دن بارہ بجے
روحِ اقدس ہو گئی پرواز با حکم الٰہ

مصرعِ تاریخ کہیے حضرتِ عبد العلیم
''حیفِ رخصت لے چکے الحاج عبداللہ شاہ''
''۱۹۵۲ء''

(۱۷)

❁❁❁

حواشی وحوالے

(۱) تفصیل کے لیے دیکھئے: ماہ نامہ ضیاء لاہور اگست ۱۹۵۵ء، ص ۱۳ تا ۱۶

(۲) ماہ نامہ ضیاء لاہور اگست ۱۹۵۵ء، ص ۱۶

(۳) ماہ نامہ ضیاء لاہور ستمبر ۱۹۵۵ء، ص ۲۴

(۴) تفصیل کے لیے دیکھئے: ماہ نامہ ضیاء لاہور ستمبر ۱۹۵۵ء، ص ۲۳ تا ۲۶

(۵) دیکھئے: ماہ نامہ ضیاء لاہور دسمبر ۱۹۵۵ء، ص ۲۱ تا ۲۴

(۶) دیکھئے: ماہ نامہ ضیاء لاہور مارچ ۱۹۵۶ء، ص ۲۳ تا ۲۵

(۷) ماہ نامہ ضیاء لاہور اپریل ۱۹۵۶ء، ص ۲۳ تا ۲۴

(۸) تفصیل کے لیے دیکھئے: (الف) ماہ نامہ ضیاء لاہور جون ۱۹۵۶ء، ص ۲۰ تا ۲۲
(ب) ماہ نامہ ضیاء لاہور جولائی ۱۹۵۶ء، ص ۲۹ تا ۳۰

(۹) ماہ نامہ ضیاء لاہور فروری ۱۹۵۷ء، ص ۳۸

(۱۰) دیکھئے: الف) ماہ نامہ ضیاء لاہور اگست ۱۹۵۵ء، ص ۱۶
(ب) ماہ نامہ ضیاء لاہور اپریل ۱۹۵۶ء، ص ۲۵
(ج) ماہ نامہ ضیاء لاہور جولائی ۱۹۵۶ء، ص ۳۰

(۱۱) خلیل احمد رانا: مبلغ اسلام علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء ص ۶۱

(۱۲) دیکھئے: ماہ نامہ ضیاء لاہور اگست ۱۹۵۶ء، ص ۲۵

(۱۳) ماہ نامہ ضیاء لاہور اگست ۱۹۵۶ء، ص ۲۶

(۱۴) تفصیل کے لیے دیکھئے: ماہ نامہ ضیاء لاہور نومبر ۱۹۵۶ء، ص ۲۳ تا ۲۵

(۱۵) تفصیل کے لیے دیکھئے: ماہ نامہ ضیاء لاہور دسمبر ۱۹۵۶ء، ص ۲۳ تا ۲۵

(۱۶) تفصیل کے لیے دیکھئے: (الف) ماہ نامہ ضیاء لاہور نومبر ۱۹۵۶ء، ص ۲۴ تا ۲۵
(ب) ماہ نامہ ضیاء لاہور دسمبر ۱۹۵۶ء، ص ۲۳ تا ۲۵

(۱۷) ماہ نامہ ضیاء لاہور فروری ۱۹۵۷ء، ص ۳۷

فاتح قادیانیت، مجاہد افریقہ، عظیم عاشقِ رسول،

شیر یزدانی، قطب افریقہ

حضرت مولانا پیر سیّد عبداللہ شاہ غزنوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

تصاویر کے آئینے میں

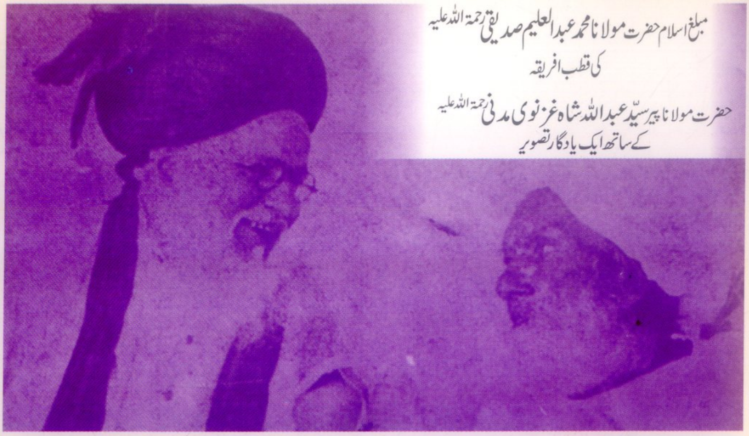

مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

کی قطب افریقہ

حضرت مولانا پیر سیّد عبداللہ شاہ غزنوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

کے ساتھ ایک یادگار تصویر

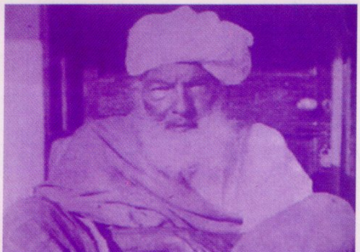

قطب افریقہ حضرت مولانا پیر سیّد عبداللہ شاہ غزنوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

کی شبیہ مبارک

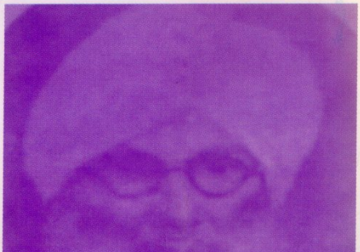

قطب افریقہ حضرت مولانا پیر سیّد عبداللہ شاہ غزنوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

کی ایک یادگار تصویر